Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۲ کراچی ۲

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

# المصلح

خطبہ نمبر ۳۷

فی پرچہ ۱؍

جمعہ

۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر۔ عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۱۱ فتح ۱۳۳۲ھ ش - ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۰

# پاکستان اور امریکہ کے درمیان فوجی سمجھوتے کے سلسلہ میں قطعاً کوئی بات چیت نہیں ہوئی

## البتہ فوجی سامان مہیا کرنے کے سوال پر دونوں ملکوں میں گفت و شنید ہو رہی ہے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا بیان

نیویارک ۱۰ دسمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اعلان کیا ہے۔ کہ پاکستان نے امریکہ کے ساتھ فوجی سمجھوتہ کرنے کی قطعاً کوئی بات چیت نہیں کی۔ چوہدری ظفر اللہ خاں پاکستان واپس تشریف لانے کے لئے کل رات نیویارک سے لنڈن روانہ ہو گئے۔ روانگی سے پیشتر آپ نے اخباری نمائندوں سے ملاقات کرتے ہوئے ان افواہوں کا ذکر کیا۔ جو پاکستان اور امریکہ میں فوجی سمجھوتے کے متعلق پھیل رہی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ پاکستان کے وزیر اعظم اور گورنر جنرل بھی اپنے بیانوں میں بتا چکے ہیں۔ ان افواہوں میں ہرگز کوئی صداقت نہیں ہے۔ پاکستان نے امریکہ کے ساتھ فوجی سمجھوتے کی بابت کوئی گفت و شنید کی ہے۔ اور نہ ہی اس نے اس سلسلے میں کبھی کوئی کوشش ہی کی ہے البتہ یہ صحیح ہے کہ پاکستان کی فوج کے لئے فوجی سامان مہیا کرنے کے سلسلہ میں دونوں ملکوں کے درمیان ضرور بات چیت ہو رہی ہے۔

## چلی کے شمالی علاقے میں شدید زلزلہ

### کلاما شہر کی ایک تہائی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ گئیں

سنٹیاگو ۱۰ دسمبر ۸ دسمبر کی رات کو چلی کے شمالی علاقے میں زبردست زلزلہ آیا جس سے تمام علاقہ ہل کر رہ گیا۔ کلاما شہر کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں سب سے زیادہ نقصان ہوا۔ شہر کی ایک تہائی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ گئیں قریباً ایک درجن اشخاص بری طرح مجروح ہوئے دو کی حالت خراب بتائی جاتی ہے۔ مالی نقصان کا ابھی کوئی اندازہ موصول نہیں ہوا۔

## امریکہ کے سکولوں میں کالے اور گورے کی تمیز ختم کر دی جائے گی

واشنگٹن ۱۰ دسمبر آئزن ہاور کی حکومت نے سپریم کورٹ سے کہا ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے کہ امریکہ کے پبلک سکولوں میں۔ نسلی امتیاز یکسر ختم ہو جانا چاہیے سپریم کورٹ سے اس قسم کی درخواست ٹرومین کے زمانے میں بھی اس وقت کے اٹارنی جنرل مسٹر جیمز میک گرینری کی طرف سے کی گئی تھی آئزن ہاور کی حکومت کا خیال ہے کہ دستور میں جو چودھویں ترمیم منظور کی گئی ہے اس کی رو سے سکولوں میں نسلی امتیاز روا رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

## برمودا کانفرنس کے نتائج پر فرانس کے سیاسی حلقوں میں مایوسی کا اظہار

### "فرانسیسی وفد وہاں سے خالی ہاتھ واپس لوٹا ہے"

پیرس ۱۰ دسمبر۔ فرانس کے سیاسی حلقے برمودا کانفرنس کے واضح نتائج کے بارے میں انتہائی مایوسی . . . . . . . کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ فرانس برطانیہ اور امریکہ سے کوئی بھی قابل ذکر رعایت یا فائدہ حاصل نہیں کر سکا۔ بہت سے نکتہ چینوں کا خیال ہے کہ اگر موسیو لانیل نے اپنے خالی ہاتھ اور ناکام واپسی کے لئے اپنی بیماری کو بہانہ بنایا کیونکہ وہ علالت کے باعث کانفرنس کے بیشتر اجلاس میں شریک نہ ہو سکتے تھے تو آئندہ ہفتہ ہونے والے صدارتی انتخابات میں ان کی اپنی توقعات اور خوش امیدوں کو شدید دھکا لگے گا پیرس کے اخباروں نے لکھا ہے کہ برمودا کانفرنس کے اختتام پر جو بیان جاری ہوا ہے۔ اس میں ان مقاصد میں سے ایک کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔ کہ جن مقاصد کو لے کر فرانسیسی وفد برمودا گیا تھا۔ بالخصوص یورپ کی دفاعی برادری کے ضمن میں برطانیہ اور امریکہ نے کوئی ایسی ذمہ داری اٹھانے کا اظہار نہیں کیا۔ کہ جو فرانس کو مطمئن کر سکے۔

— پشاور ۱۰ دسمبر۔ قیمتوں اور رسد کے کنٹرولر نے بتایا ہے کہ حکومت کے زیر انتظام جو کپڑا اکھٹوایا جا رہا ہے۔ اس کی تقسیم شروع کرنے کی قطعی تاریخ یکم فروری مقرر کی گئی ہے۔

## ہالینڈ تیزی کے ساتھ زمین میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔

### انجنیئروں کو تشویش۔ سمندر سے مقابلے کی زبردست تیاریاں

ہیگ ۹ دسمبر۔ ڈچ انجنیئر سمندر کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد اس جغرافیائی تبدیلی کو روکنا ہے۔ جو یورپ کے بڑے حصے میں بتدریج ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر سکاٹ لینڈ اور اسکنڈے نیویا ابھرتے جا رہے ہیں۔ اور ہالینڈ اور دوسرے ممالک بتدریج دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ ہالینڈ ہر سال میں ۱۸ انچ کی رفتار سے دھنستا جا رہا ہے۔ اور یہ رفتار بڑی تشویشناک ہے۔ ہالینڈ اس وقت بھی سطح سمندر سے ۱۱ فٹ نیچے ہے۔ ڈچ انجنیئر سمندر کے پانی کو روکنے کے لئے ایک ایسی زبردست دیوار بنانا چاہتے ہیں۔ جس کے مقابلہ میں دیوار چین بھی ہیچ معلوم ہوگی۔

## فرانس کے دفاعی بجٹ میں تیرہ فی صدی کمی

پیرس ۱۰ دسمبر۔ فرانسیسی حکومت نے سنہ ۱۹۵۴ء کے لئے جو بجٹ تیار کیا ہے اس میں سفارش کی گئی ہے۔ کہ دفاعی اخراجات میں تیرہ فی صدی کمی کر دی جائے۔ اس کمی کے پیش نظر مغربی یورپ کی دفاعی فوج میں تخفیف کر دی جائیگی۔ اس کمی کی وجہ بیان کرتے ہوئے کل حکومت نے اعلان کیا۔ کہ امریکہ کے ایٹمی ہتھیاروں پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ تخفیف تجویز کی گئی ہے۔ حکومت کو پوری توقع ہے۔ کہ اس کمی کی وجہ سے دفاعی انتظامات پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔

## مصر مغربی طاقتوں کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرنا چاہتا ہے

### ضروری مشورے کیلئے لنڈن اور واشنگٹن سے مصری سفیروں کو قاہرہ طلب کر لیا گیا

قاہرہ ۱۰ دسمبر۔ مصری دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کل اس امر کا انکشاف کیا کہ برطانوی مصری مذاکرات کے دوبارہ شروع ہونے سے قبل حکومت مصر نے ضروری مشورے کے لئے لنڈن اور واشنگٹن سے اپنے سفیروں کو فوری طور پر قاہرہ طلب کیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سفیر برمودا کانفرنس کے نتائج سے اپنی حکومتوں کو آگاہ کریں گے جس میں سویز کا مسئلہ بھی خاص طور پر زیر بحث آیا تھا سفارتی حلقوں کا کہنا ہے کہ حلقہ سویز کے متعلق مصری برطانوی مذاکرات نئے سال کا آغاز ہوتے ہی پھر شروع ہو جائیں گے۔ نیم سرکاری اخبار "الجمہوریہ" نے لکھا ہے کہ سفیروں کو قاہرہ طلب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مصر مغربی طاقتوں کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرنا چاہتا ہے۔ اس ضمن میں اخبار نے اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ کہ پچھلے دنوں مصری سفیر مقیم واشنگٹن مسٹر احمد حسین کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ امریکی وزیر خارجہ جان فاسٹر ڈلس کو مطلع کر دیں کہ مصر انخلائے سویز سے متعلق برطانیہ کی روش کو گہری تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور وہ موجودہ صورت حال سے ہرگز مطمئن نہیں ہے۔ اخبار کا کہنا ہے کہ سفیر مذکور نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اگر برمودا کانفرنس کے موقع پر امریکہ نے براہ راست مداخلت سے کام لے کر برطانیہ کو معقول روش اختیار کرنے پر آمادہ نہ کیا۔ تو پھر مصر مغرب اور مشرق کے درمیان باہمی سرد جنگ میں سختی کے ساتھ غیر جانبدارانہ روش اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

ادھر واشنگٹن کے باخبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ اگرچہ برمودا کانفرنس میں سویز کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا۔ لیکن اس بارے میں فیصلہ کن بات چیت نہیں ہو سکی۔ مسٹر چرچل نے سوڈان کے انتخابات میں مصری روش پر اعتراض کیا نیز اس امر پر زور دیا کہ معاہدہ اس وقت ہی سودمند ثابت ہوگا۔ کہ اگر برطانیہ مصر کو اس حال میں خیرباد کہے۔ کہ دونوں کے درمیان دوستی اعتماد اور باہمی تعاون کا جذبہ کارفرما ہو۔

## سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۸ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

مکرم وکیل التبشیر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ محترم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مبلغ سیرالیون (افریقہ) کو لاری کا۔ ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ جس میں آپ کی پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اب فری ٹاؤن ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب اپنے مجاہد بھائی کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرٹ پریس بن طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی۔

# خطبہ جمعہ ۲۷

## تم خوشی اور بشاشت سے آگے بڑھو اور تحریک جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو تا دنیا میں اشاعت اسلام ہو سکے

## اپنے عظیم الشان مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ اور یہ یاد رکھو کہ جس قدر تم قربانی کرو گے اسی قدر تم اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے چلے جاؤ گے

### تحریک جدید کے دور ثانی کے دفتر اول سال اول اور دفتر دوم کے سال دھم کے آغاز کا اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۵۳ء — بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جیسا کہ میں نے احباب کو

**پچھلے جمعہ کے خطبہ میں**

"بتایا تھا کہ میں جمعہ کے دن شام کو لاہور گیا تھا تا کسی ماہر ڈاکٹر سے اپنے گلے اور دوسری امراض کے لئے مشورہ لے سکوں۔ جہاں تک گلے کا سوال ہے۔ اس کے بارہ میں گلہ کے فن کے ماہروں کی رائے یہ ہے کہ گلے کے اندر سوزش ہے۔ لیکن کوئی خاص بیماری نہیں۔ ضعف کی وجہ سے پٹھے اور چھیپڑا ڈھیلا ہو گیا ہے۔ اور گلے میں جو مختلف مواد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو چلانے یا نکالنے کی اس میں طاقت نہیں رہی۔ اس لئے ان کی رائے میں اب صرف

**ایسا علاج کرنا چاہیئے**

جس سے پٹھوں میں طاقت پیدا ہو۔ چنانچہ انہوں نے ٹیکوں کے علاوہ بعض معمولی علاج بتائے ہیں۔ جو بظاہر تو میرے لئے مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ میری طبیعت بہت زیادہ حساس واقع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے یہ علاج بتایا ہے کہ میں تیز ٹھنڈے پانی کے غرارے کروں۔ اور اس کے معاً بعد گرم پانی کے غرارے کروں لیکن مجھے سردی اور گرمی کا امتزاج بہت مضر پڑتا ہے

**نہانے کے سلسلہ میں بھی**

بعض ڈاکٹر ایسی تدابیر بتاتے ہیں لیکن میں اس طرح ہمیشہ بیمار ہو جاتا ہوں۔ پس میں ان تدابیر پر عمل کرنے کی کوشش تو کرونگا۔ لیکن بظاہر ایسا کرنا میرے لئے مشکل ہے۔"

گلے کی تکلیف کے علاوہ جو دوسری بیماریاں تھیں۔ ان کے بلیے امتحانات کئے گئے۔ خون ٹیسٹ کیا گیا۔ اور مختلف حالتوں کے ایکسرے بھی لئے گئے۔ مجھے شبہ پڑتا تھا اور ڈاکٹروں کو بھی بعض علامات سے شبہ پڑا کہ پیٹ کے اندر رسولی نہ پیدا ہو گئی ہو۔ لیکن ایکسرے سے یہ شبہ دور ہو گیا۔ گو انتڑیوں میں سوزش پائی گئی۔ بہر حال میں دوائیاں لے آیا ہوں

**بیماری کی بنیاد**

ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے ایسی چیز دل پر ہے جو زیادہ اہم نہیں ہے۔ ڈاکٹر اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جو خود مہلک ہو اور زیادہ سخت ہو۔ لیکن انسانی طبیعت ڈاکٹری اصول کے بالکل الٹ دیکھتی ہے۔ طبیعت یہ کہتی ہے کہ اگر ایک شخص ۶۳۔۶۴ سال کا ہو گیا ہے۔ اس کے اعضا اور گوشت بیماری کا مقابلہ نہیں کرتے۔ تو یہ زیادہ خطرناک ہے بہ نسبت اسکے کہ کوئی معین مرض ہو۔ کیونکہ معین مرض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک خاص عمر تک پہنچنے کے بعد جسم میں بیماری کا مقابلہ کرنے کے لئے طاقت نہیں ہوتی۔ بڑی عمر والے کا بخار تو توڑا جا سکتا ہے۔ بڑی عمر والے شخص کے جگر کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ بلکہ اب بعض طریقوں سے سرطان اور کینسر کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ اس عمر والے کو ۲۰۔۲۵ سال کی عمر کی طاقت دے دی جائے۔ جو تمام بیماریوں کا مقابلہ کر سکے اس لئے ڈاکٹر کی نظر میں جو بیماری کم ہے۔ درحقیقت طبیعت کے فیصلہ کے مطابق وہ بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کا علاج معلوم نہیں ہو سکا۔ دنیا میں کوئی ایسا طبیب نہیں جو ۶۰۔۷۰ سال کی عمر والے شخص کو ۲۰۔۲۵ سال کی عمر کا بنا سکے۔

آج میں حسب دستور سابق

**تحریک جدید کے وعدوں**

کے لئے جماعت میں تحریک کرنا چاہتا ہوں پہلے دفتر کے لوگوں کے لئے بھی کہ جن کے لئے ابتداءً تین سالوں کی تحریک کی گئی۔ اور ان تین سالوں کو بعض لوگ ایک ہی سال سمجھتے رہے پھر دس سال تک ممتد کی گئی۔ پھر اس کے لئے ۱۹ سال کی حد لگائی گئی۔ اس سال خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ ۱۹ سال بھی پورے ہو جاتے ہیں۔ اس اثنا میں تحریک جدید کے کام کو وسیع کرنے کے بعد خدا تعالےٰ نے میرا ذہن اس طرف پھیرا کہ تمہارے منہ سے جو عرصے بیان کروائے گئے تھے۔ وہ محض کمزور لوگوں کو ہمت دلانے کے لئے تھے ورنہ حقیقتاً جس کام کے لئے تو نے جماعت کو بلایا تھا وہ ایمان کا ایک جزو ہے۔ اور ایمان کو کسی حالت میں اور کسی وقت بھی معطل نہیں کیا جا سکتا اور اسے کسی صورت میں ترک نہیں کیا جا سکتا جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو زکوٰۃ کی تلقین فرمائی جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو روزے کی تلقین فرمائی۔ جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو حج کی تلقین فرمائی۔ اسی خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کو

**دنیا کے کناروں تک**

پہنچائے۔ اور کوئی روح ایسی باقی نہ رہے جس تک خدا تعالےٰ کا کلام پہنچ نہ جائے اس نے اپنے کلام میں اس تعلیم کا نام جہاد رکھا اور اپنے پیارے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا وجاھدھم بہ جہاداً کبیرا تو اس قرآن کے ذریعہ ساری دنیا کے لوگوں کے ساتھ جہاد کر۔ پس اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آؤ میری خاطر ۱۹ سال نماز پڑھ لو۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آؤ میری خاطر ۱۹ سال زکوٰۃ دے لو۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آؤ میری خاطر ۱۹ سال تک روزے رکھ لو۔ تو وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میری خاطر انیس ۱۹ سال اشاعت اسلام میں حصہ لے لو۔ لیکن اگر کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ کہے کہ تم میری خاطر ۱۹ سال نماز ادا کر لو۔ یا یہ کہے کہ تم میری خاطر ۱۹ سال زکوٰۃ دے لو۔ یا میری خاطر تم ۱۹ سال روزے رکھ لو۔ تو اس کے لئے یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ وہ کسی کو ۱۹ سال کے لئے تبلیغ اسلام اور جہاد روحانی کے لئے بلائے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ تم نے خود جماعت کو ۱۹ سال کے لئے تبلیغ اسلام اور جہاد روحانی کے لئے بلا کر اس فعل کا ارتکاب کیا ہے تو میرا جواب یہ ہوگا کہ اس فعل کا ارتکاب تو میں نے نہیں کیا۔ ہاں اس جرم کا مرتکب ضرور ہوا ہوں کیونکہ زمانہ تبلیغ اسلام اور جہاد روحانی کے فرض کو اتنا بھول گیا تھا اور لوگ اس سے اتنے غافل اور ناواقف ہو گئے تھے کہ میری عقل نے یہی خیال کیا کہ ۱۹ سال تک کی کوششوں کے بعد ان کے گناہوں کا ازالہ ہو جائیگا۔ لیکن ۱۹ سال کام کرنے کے بعد مجھے اس کا یہ انعام ملا کہ

**میرا دماغ روشن ہو گیا**

اور میں نے اپنی غلطی محسوس کر لی کہ میرا ۱۹ سال کی جہاد روحانی کے لئے تحریک کرنا لغویات تھی۔ پس مجھے تو نقد جزا مل گئی۔ تم کو تو تمہاری قربانیوں کے بدلہ میں اگلے جہان انعام ملے گا۔ لیکن مجھے اس کا انعام نقد بنقد مل گیا ہے میں نے خیال کیا تھا کہ شاید ۱۹ سال کے بعد میں تم کو فارغ کر سکونگا۔ لیکن ۱۹ سال ختم ہونے سے پہلے خدا تعالےٰ نے مجھے نور بخشا۔ اور میں نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا۔ اور سمجھا کہ میرا ۱۹ سال کے لئے تحریک کرنا لغویات تھی۔ جس طرح نماز روزہ اور زکوٰۃ ایک مسلمان پر تا مرگ تک کے لئے فرض ہیں

**جہاد روحانی اور تبلیغ اسلام**

بھی اس پر قیامت تک کے لئے واجب اور فرض ہے پس میری مثال اس شخص کی سی ہو گئی۔ جو ایک ایسا درخت لگا رہا تھا۔ جو بہت دیر میں پھل دینے والا تھا۔ بادشاہ اس جگہ سے گزرا اس کا وزیر بھی ساتھ تھا اور وزیر کو بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جب میں کسی شخص کے کلام پر خوش ہو کر زہ یعنی مرحبا یا آفرین کا لفظ کہہ دوں تو اسے

**تین ہزار درہم**

دیدیا کرو۔ بادشاہ نے جب اس بڈھے کو دیر سے پھل دینے والا درخت لگاتے دیکھا تو اس نے کہا بڈھے کیا تیری عقل ماری گئی ہے کہ تو یہ درخت لگا رہا ہے یہ درخت تو بڑی دیر سے پھل دیتا ہے۔ جب یہ درخت پھل

لائیگا۔ اس وقت سے پہلے تم قبر میں جا پڑو گے بڈھے نے کہا۔ بادشاہ سلامت! آپ کہتے ہیں کہ میں یہ کام کیوں کر رہا ہوں۔ حالانکہ یہی کام میرے باپ دادا نے بھی کیا تھا۔ اگر یہی خیال میرے باپ دادا کو بھی آتا۔ تو وہ یہ درخت نہ لگاتے۔ اور آج میں اس کا پھل نہ کھاتا۔ انہوں نے یہ درخت لگایا۔ اور ہم نے پھل کھایا۔ اب

### میں یہ درخت لگاؤں گا

اور میرے بچے اس کا پھل کھائیں گے۔ پھر وہ یہ درخت لگائیں گے۔ اور ان کی اولاد پھل کھائے گی۔ جب شروع سے یہ طریق چلا آرہا ہے۔ کہ باپ درخت لگاتا ہے۔ اور اولاد اس کا پھل کھاتی ہے۔ تو میں اس کے خلاف کس طرح کر سکتا تھا۔ میں یہ درخت لگا رہا ہوں۔ تا میری اولاد اس کا پھل کھائے۔ بادشاہ نے یہ جواب سنکر کہا۔ "زہ" واقعہ میں اس بڈھے نے درست کہا ہے۔ اگر پرانے لوگ یہ درخت نہ لگاتے۔ تو ہم اس کا پھل نہ کھا سکتے۔ بادشاہ نے "زہ" کہا۔ تو اس کے حکم کے ماتحت وزیر نے تین ہزار درہم اس دہقان کے سامنے رکھ دیئے۔ وہ بڈھا تھا بڑا ہوشیار۔ اس نے جھٹ کہا۔ بادشاہ سلامت۔ آپ تو فرماتے تھے۔ کہ تو مر جائیگا۔ اور اس درخت کا پھل نہیں کھائے گا۔ لیکن میں تو ابھی اس درخت کو لگا کر گھر بھی نہیں گیا۔ اور

### اس کا پھل کھا لیا ہے

بادشاہ نے پھر کہا۔ "زہ" اور وزیر نے تین ہزار درہم کی ایک دوسری تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ اس پر بڈھے نے کہا۔ بادشاہ سلامت۔ آپ تو فرماتے تھے کہ تو مر جائیگا۔ اور اس درخت کا پھل نہیں کھائے گا۔ لوگ درخت لگاتے ہیں۔ تو سالوں بعد وہ پھل لاتا ہے۔ اور لوگ اس کا پھل سال میں ایک دفعہ کھاتے ہیں۔ لیکن میں نے ایک گھنٹہ میں

### دو دفعہ

اس کا پھل کھا لیا۔ بادشاہ نے کہا۔ "زہ" اور وزیر نے تین ہزار درہم کی ایک اور تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ اس پر بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ یہاں سے جلدی چلو۔ ورنہ یہ بڈھا تو ہمیں لوٹ لیگا۔ پس اس بڈھے کی طرح مجھے بھی

### ہاتھوں ہاتھ انعام

مل گیا۔ یہ ایک ایسی غلطی تھی۔ جس کا موجب مسلمانوں کا جمود اور سستی تھی۔ میں نے خیال کیا۔ کہ ۱۹ سال تک کام کرنے کی وجہ سے یہ جمود۔ غفلت اور سستی دور ہو جائیگی۔ حالانکہ ۱۹ ہزار سال تک بھی یہ کام کیا جاتا تو اس کو ختم کرنے کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ فرض کر لو۔ اس دنیا کی زندگی ابھی ۱۹ لاکھ سال ہے۔ تو جس طرح نماز روزے۔ زکوٰۃ اور حج ۱۹ لاکھ سال تک۔ جائیں گے تحریک جدید بھی ۱۹ لاکھ سال تک جائیگی۔ اگر فرض کر لو۔ کہ دنیا کی زندگی ابھی ۱۹ ہزار سال ہے۔ تو جس طرح نماز۔ روزے۔ زکوٰۃ اور حج ۱۹ ہزار سال تک جائیں گے۔ تحریک جدید بھی ۱۹ ہزار سال تک جائیگی۔ اگر فرض کر لو۔ کہ دنیا کی زندگی ابھی ۱۹ سو سال ہے۔ تو جس طرح نماز۔ روزے زکوٰۃ اور حج ۱۹ سو سال تک جائیں گے۔ تحریک جدید بھی ۱۹ سو سال تک جائے گی۔ تحریک جدید نام تو تمہارے اندر ایک

### امنگ پیدا کرنے کے لئے

رکھا گیا ہے، ورنہ ہے یہ وہی چیز جو جاھدھم بہ جہاداً کبیرا میں بیان کی گئی ہے۔ کہ تو قرآن کو لے کر ساری دنیا میں جہاد کر۔ قرآن کریم میں متعدد بار نیکی کو پہنچانے۔ پھیلانے اور اس کی تبلیغ کرنے کے ارشاد آئے ہیں۔ اور ان کی تعداد کم نہیں۔ جیسے نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ کے لئے قرآن کریم میں احکام نازل ہوئے ہیں۔ ویسے ہی جہاد روحانی اور تبلیغ اسلام کے متعلق بھی ارشادات نازل ہوئے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کی جو تعریف کی ہے۔ وہ تھوڑی نہیں۔ ایک دفعہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علیؓ یہ سامنے دونوں پہاڑوں کے درمیان جو وادی نظر آتی ہے۔ اگر اس وادی میں اونٹ اور گھوڑے بھر ہوں۔ اور وہ سب اونٹ اور گھوڑے تجھے مل جائیں۔ تو یہ کتنی بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا اگر تجھے اتنے اونٹ اور گھوڑے مل جائیں۔ تو اس سے بہت زیادہ یہ دولت ہے۔ کہ کسی ایک انسان کو تیرے ذریعہ ہدایت مل جائے دیکھو تبلیغ کرنے اور دوسروں کو ہدایت کی طرف لانے کی کتنی

### فوقیت اور عظمت

آپؐ نے بیان فرمائی ہے۔ پس یہ وہ کام ہے۔ جس کو کسی وقت بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ پس میں ۱۹ سال کا دور ختم ہونے پر یہ مانتے ہوئے کہ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ ۱۹ سال کے بعد یہ دور ختم ہو جائیگا۔ یہ جانتے ہوئے کہ میں نے یہ الفاظ کہہ کر تمہارے اندر یہ امید پیدا کر دی تھی۔ کہ اس عرصے کے بعد یہ مالی بوجھ تمہاری پیٹھ سے اتر جائیگا۔

### بیسویں سال

کے وعدوں کی تحریک کرتا ہوں۔ چاہے تم یہ کہہ لو۔ کہ میں بے شرم ہو کر پھر مانگتا ہوں۔ یا یہ سمجھ لو۔ کہ میں اب زیادہ نڈر ہو گیا ہوں۔ یا پہلے میں غلطی کا مرتکب ہوا تھا۔ اور اب خدا تعالیٰ نے مجھے غلطی سے نکال لیا ہے۔ تم یوں بھی کہہ سکتے ہو۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہو۔

### میری مثال

وہی ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا۔ اور اس کے بعد طائف کی لڑائی ہوئی۔ اور فتح کے بعد غنیمت کے اموال آئے۔ تو آپ نے مکہ والوں کو نئے مسلمان سمجھ کر ان کی استمالت قلب کے لئے اور انہیں اپنی طرف کھینچنے کے لئے اور تالیف قلوب کے لئے اموال ان میں تقسیم کر دیئے۔ اس پر مدینہ کے انصارؓ میں سے ایک نوجوان نے کہا۔ خون تو ہماری تلواروں کے سروں سے ٹپک رہا ہے۔ اور اموال آپؐ نے اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے افراد میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ یہ بات آپؐ تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے انصار کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے انصارؓ مجھے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ تم میں سے بعض لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ کہ خون تو

### ہماری تلواروں سے

ٹپک رہا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اموال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ انصارؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلعم یہ درست ہے۔ کہ ہم میں سے بعض نوجوانوں نے ایسا کہا ہے۔ لیکن ہم ان سے متفق نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ انصار۔ جو بات کسی کے منہ سے نکل گئی۔ نکل گئی۔ اے انصارؓ تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے جب بڑے ہو کر آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا۔ تو قوم نے آپؐ کو رد کر دیا۔ مکہ والوں نے آپؐ کو دھتکار دیا۔ اور اپنے گھر سے نکال دیا۔ ہم جو غیر تھے۔ اور سینکڑوں میل دور رہتے تھے۔ ہم نے آپ کو پناہ دی، اور آپؐ کو مکہ والوں کے خلاف مدد دی۔ مکہ والے غصہ میں آکر مدینہ پہنچے۔ اور آپؐ پر حملہ کیا۔ اس پر ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑے اور بائیں بھی لڑے آگے بھی لڑے۔ اور پیچھے بھی لڑے۔ ہم نے اپنی جانیں قربان کر کے آپ کا وطن فتح کر کے دیا۔ مگر جب ہمارے خونوں سے آپؐ کی عزت قائم ہوئی۔ اور آپؐ کا وطن مکہ فتح ہوا۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا مال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ اور ہمیں اس سے محروم کر دیا۔ انصارؓ ایک بڑی مومن قوم تھے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنتے جاتے تھے۔ اور

### آہ و زاری

سے ان کی ہچکیاں بندھتی جاتی تھیں۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہم نے یہ نہیں کہا۔ ہم میں سے بعض بیوقوف نوجوانوں نے ایسا کہا ہے۔ بڑوں نے یہ بات نہیں کہی۔ ہم سب اس سے بیزار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے انصارؓ اس مسئلہ کا ایک

### دوسرا رخ

بھی ہے۔ تم یوں بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنا آخری نبی مکہ میں بھیجا۔ اور اس کی وجہ سے مکہ والوں کو عزت بخشی گئی۔ لیکن مکہ والوں کی بدقسمتی اور ان کے بد اعمال کی وجہ سے وہ اپنے رسول کو مدینہ لے گیا۔ اور جو نعمت مکہ کے لئے مقدر تھی۔ وہ مدینہ کو دے دی گئی۔ پھر خدا تعالےٰ کے فرشتے نازل ہوئے۔ اور غیر معمولی نشانوں کی مدد سے اس نے اپنے رسول کو فتح نصیب کی۔ جب اس نے مکہ فتح کر لیا۔ اور

### کفر کو وہاں سے نکال دیا

تو مکہ والوں کو یہ امید پیدا ہوئی۔ کہ ان کی نعمت انہیں واپس مل جائے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ مکہ والے تو اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گئے۔ اور مدینہ والے خدا تعالےٰ کے رسولؐ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ کیونکہ باوجود مکہ فتح ہونے کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ نہیں چھوڑا۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ اے انصارؓ تم اس طرح بھی کہہ سکتے ہو۔ انصار کی روتے روتے پھر ہچکیاں بندھ گئیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہم نے یہ بات نہیں کہی۔ اسی طرح آج

### انیس سال کے بعد

یہ بھی ہو سکتا تھا۔ کہ میں تمہارے اموال واپس کر دیتا۔ اور کہتا۔ ۱۹ سال تک جو مال تم نے دیا۔ وہ مال تم لے جاؤ۔ اور اپنے گھروں میں رکھو۔ مگر جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا۔ کہ میں کہتا۔ مال اور دولت کی کوئی قیمت نہیں۔ تم مال اور دولت اپنے گھروں میں نہ لے جاؤ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت اپنے گھروں میں لے جاؤ۔ تم میں سے کوئی شخص مجھے بیوقوف سمجھے۔ یا عقلمند سمجھے۔ لیکن میں نے تمہارے لئے دوسری چیز کو قبول کیا۔ جب ۱۹ سال ختم ہونے کو آئے۔ تو میں نے فیصلہ کیا۔ کہ میں تحریک جدید کو اس وقت تک جاری رکھوں گا۔ جب تک کہ

### تمہارا سانس قائم ہے

تا خدا تعالےٰ کا فضل اور اسکی رحمت صرف ۱۹ سال تک محدود نہ رہے۔ بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک چلتی چلی جائے۔ اور جب کہ ساری زندگی تک خدا تعالےٰ کے فضل اور اس کے انعام جاتے ہیں۔ اس کے مرنے کے بعد بھی وہ اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ پس میں پھر تم کو

### تحریک جدید کے وعدوں

کی طرف بلاتا ہوں۔ ان کو بھی جن کو ابتدائی دور میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ اور ان کو بھی جو بعد میں آئے۔ اور وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے سوچا ہے۔ کہ اب تحریک جدید کی یہ شکل کر دی جائے۔ کہ ہر دفتر جو بنے گا۔ اس کے دور اول اور ثانی بنتے چلے جائیں۔ اور ہر ایک ۱۹ سال کا ہو۔ جن احباب نے بچپن سے وعدے کئے تھے۔ ممکن ہے کہ انہیں چار یا پانچ دور میں حصہ لینے کی توفیق مل جائے۔ مثلاً اگر چار دور میں حصہ لینے کی کسی کو توفیق ملے تو ۱۹ کو ۴ سے ضرب دینے سے ۷۶ سال بن جاتے ہیں۔ اب اگر کسی شخص نے ۱۳ سال کی عمر میں تحریک جدید میں حصہ لیا ہو۔ اور چار دوروں میں شریک رہا ہو۔ اور اسی سال اس کی عمر ہو۔ تو وہ چار دوروں میں شامل ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ۹۰ سال یا ۱۰۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے۔ تو وہ پانچ دوروں میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی اسی طرح ۱۹ - ۱۹ سال

کے دوروں میں حصہ لیتے چلے جائیں گے۔ ۱۹ سال میں میں نے جو حکمت رکھی تھی۔ میں اسے بدلنا نہیں چاہتا تھا۔ ہر دور کے بعد

## ایک کتاب لکھی جائے

جس میں تمام حصہ لینے والوں کے نام محفوظ کر دیئے جائیں۔ اور اس کتاب کو جماعت کی لائبریریوں اور مساجد میں رکھا جائے۔ تا آئندہ آنے والے اسے پڑھیں۔ اپنی قربانیوں کا اس سے مقابلہ کریں۔ اور دیکھیں کہ انہوں نے کس روح سے کام کیا ہے۔ اس وقت تک دفتر دوم نے قربانی کا وہ نمونہ نہیں دکھایا۔ جس کی ان سے امید کی جاتی تھی۔ دفتر دوم کے افراد کی قربانی دفتر اول کے افراد کی قربانی سے نصف بھی نہیں۔ اگر دفتر اول کے چندہ کی نسبت ان کی آمد کا بارھواں۔ دسواں یا آٹھواں حصہ بنتی ہے۔ تو دورِ دوم کے چندے کی نسبت دورِ اول کے چندہ کی نسبت کا ⅓ یا ½ ہوگی۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ اگرچہ ہمارے نوجوان تنخواہوں کے لحاظ سے پہلوں سے بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن ان کے تحریک جدید کے وعدے کم ہیں۔ اور وصولی اور بھی کم ہے۔

## جب کتاب چھپے گی

تو دفتر دوم والوں کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کی قربانیاں ان کے بزرگوں کی نسبت کتنی گری ہوئی ہیں۔ اسی طرح یہ ۱۹ سال کا دور اگلوں میں تحریک کرتا جائیگا۔ ہر ۱۹ سالہ دَور کے بعد حصہ لینے والوں کی نسبت نکالی جائیگی۔ اور اسے کتاب میں محفوظ رکھا جائیگا۔ تا آئندہ آنے والے اس سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی قربانیوں کو پہلے لوگوں کی نسبت سے زیادہ بڑھائیں۔

میں آخری وعدوں کی

## میعاد مقرر نہیں کرتا

کیونکہ میں ابھی دفتر سے بات نہیں کر سکا۔ اور نہ پچھلے سالوں کی تاریخیں مجھے یاد ہیں۔ یہ تاریخیں غالباً مارچ تک جاتی ہیں۔ ہاں جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کی وصولی اس سال نہایت خطرناک طور پر کم رہی ہے۔ ممکن ہے اگر وصولی کا یہی حال رہا۔ تو کام رک جائے۔ ابھی تک صرف چھ ماہ کا خرچ ادا ہوا ہے۔ اور ابھی چھ ماہ باقی ہیں۔ لیکن جو خرچ متوقع ہے۔ اس کے مقابلہ میں خزانہ میں جو روپیہ ہے۔ وہ بہت کم ہے۔ بجائے اس کے کہ آئندہ چھ ماہ کا خرچ جمع رہتا۔ کیفیت یہ ہے کہ مجھے ڈر آ رہا ہے۔ کہ موجودہ رقم سے ہم خرچ ادا نہیں کر سکیں گے۔ اور اگر یہی حالت رہی۔ اور دو تین ماہ کا خرچ قرض اٹھا کر کرنا پڑا۔ تو تحریک جدید ایسی

## لپیٹ میں آجائے گی

جس سے نکلنا اس کے لئے مشکل ہوگا۔ تحریک جدید کی جائیداد ابھی اس کے خرچ میں مدد نہیں کر سکتی۔ ابھی تک قرضے اتارے جا رہے ہیں۔ ان اخراجات کی وجہ سے جو اس جائیداد کی خرید کے سلسلہ میں اس پر ہوئے۔ یا اس وقت تحریک جدید نے بعض قرضے لئے۔ تحریک جدید پر ساڑھے آٹھ لاکھ کا قرض تھا۔ اس لئے جائیداد سے جو آمد ہوتی ہے وہ قرضہ اتارنے میں خرچ ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ تحریک جدید دفتر دوم اور جائیداد کی آمد دونوں کو ملا کر قرضے اتارے جائیں گے۔ لیکن اب تو اتنا بوجھ پڑ گیا ہے۔ کہ دفتر اول سے ۸۰ فی صدی رقم دینے کے بعد بھی اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ پس میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں۔

## توجہ دلاتا ہوں

کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں۔ کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔ تم کو بھی معلوم ہے۔ اور مجھے بھی معلوم ہے۔ تم بھی اسی ملک کے رہنے والے ہو۔ اور میں بھی اسی ملک کا رہنے والا ہوں۔ تم میں سے اکثر کی آمد کے ذرائع بھی وہی ہیں۔ جو میرے ہیں۔ یعنی تمہاری آمدنی کا ذریعہ بھی زمینداری ہے۔ اور میری آمدنی کا ذریعہ بھی زمینداری ہے۔ بلکہ میری زمین ایسے علاقہ میں ہے۔ جس کی فصل اس سال قطعی طور پر ماری گئی ہے۔ اور یہ سال اس علاقہ کے زمینداروں کے لئے بغیر قرض لئے بظاہر گزارنا مشکل ہے الا ماشاء اللہ پس میں یہ چیز بھی جانتا ہوں۔ اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن تم بھی یہ جانتے ہو۔ کہ

## باوجود ان مشکلات کے

تم اپنے بیوی بچوں کو خرچ دے رہے ہو۔ تم اپنے گھر کے تمام اخراجات چلا رہے ہو۔ تم تعلیم کے اخراجات چلا رہے ہو۔ اگر تم باوجود ان مشکلات کے اپنے سارے کام کر رہے ہو۔ اور سمجھتے ہو۔ کہ شاید اللہ تعالےٰ اگلے سال ہمیں فراخی دیدے تو جیسے تم دوسرے کام کرتے ہو۔ یہ کام بھی کرلو۔ آخر

## اس قسم کی تباہیاں

ہمیشہ نہیں آیا کرتیں۔ آٹھ دس سال کے بعد ایسا ہوتا ہے۔ کہ شدید بارش ہو جائے۔ اور فصل تباہ ہو جائے۔ لیکن ہر سال ایسا نہیں ہوتا۔ یہی ہوتا ہے۔ کہ کسی سال پندرہ بیس فی صدی فصل زیادہ ہوگئی۔ اور کسی سال اس قدر فصل کم ہوگئی۔ یہ تباہی کہ فصل پچیس تیس فی صدی تک آجائے۔ جس کی وجہ سے اخراجات تو سب اٹھانے پڑیں۔ لیکن نفع کا حصہ سارا ضائع ہو جائے۔ کیونکہ مالیہ وغیرہ تو دینا ہی پڑتا ہے۔ یہ ہمیشہ نہیں ہوتا۔ پچھلے سال ہمارے ملک میں کپاس کم ہوئی۔ زمیندار بہت گھبرائے۔ اس سال بھی ایسا ہی ہوا۔ پھر پچھلے سال جہاں کپاس کم پیدا ہوئی۔ وہاں قیمتیں بھی بہت زیادہ گر گئیں۔ مگر کسی کے خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ کہ گندم کی قیمت

## یکدم بڑھ جائے گی

چنانچہ سات روپے من سے ساڑھے بارہ روپے من تک وہ پہنچ گئی۔ بلکہ کئی علاقوں میں پندرہ سولہ روپے فی من کے حساب سے گندم بکی۔ اب اگر کپاس کی فصل اچھی نہ ہونے اور بھاؤ گر جانے کی وجہ سے کسی زمیندار کی آمد ۳۰۰ کی بجائے ۱۵۰ روپے رہ گئی تھی۔ تو گندم کے مہنگا ہونے کی وجہ سے اس کی آمد ۳۰۰ کی بجائے ۶۰۰ ہوگئی۔ اور اس طرح کپاس کی قیمت کی کمی نے زمیندار کی آمد کو کم نہ کیا۔ بلکہ گندم کی قیمت کی بڑھوتی نے اس کی آمد کو اور زیادہ کر دیا۔ پس جو کمی ایک فصل کی خرابی کی وجہ سے ہوئی۔ اسے دوسری فصل نے دُور کر دیا۔ اس سال بھی یہی سننے میں آ رہا ہے۔ کہ اس علاقہ کی کپاس کی فصل قریباً تباہ ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کمی کو دُور کرنے کے سامان پیدا کرے گا۔ ممکن ہے۔ گندم یا دوسری فصلوں میں مثلاً کماد میں جو ابھی بیلا نہیں گیا۔ اور اس سے گڑ نہیں نکالا گیا۔ اس سے اتنی آمد ہو جائے۔ کہ کپاس کی تباہی کی وجہ سے آمد میں جو کمی ہوئی۔ وہ دور ہو جائے اور پھر ممکن ہے۔ بعض علاقوں میں کپاس کی فصل اچھی ہوئی ہو۔ آمدنوں کا اندازہ خیالی باتوں پر نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ عقل کی بات نہیں۔ کہ ایک سال بعض اتفاقی واقعات کی بناء پر قیمت چڑھ جائے۔ تو آئندہ سال اپنی آمدن کا اندازہ اس اتفاقی قیمت پر رکھ لیا جائے۔ جو لوگ خیالی قیمتوں پر اپنی آمد کا اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ مثلاً پچھلے سے پچھلے سال کپاس کی قیمت ۴۰ روپے من ہوگئی تھی۔ اور اس سے پہلے اس کی قیمت ۵۵ روپے من تک پہنچ گئی تھی۔ اب جو شخص اپنی آمد کا اندازہ اس قیمت کے حساب سے لگائیگا۔ وہ حماقت کریگا۔ کپاس کی اصل قیمت سات آٹھ سے دس روپے فی من ہوتی ہے۔ ۵۵ روپے نہیں ہوتی۔ ان قیمتوں کا مل جانا تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی شخص کو بازار سے گذرتے ہوئے

## روپوں کی تھیلی

مل جائے۔ پس ہمیں اپنے اخراجات کا اندازہ لگاتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کپاس کی قیمت سات آٹھ یا حد سے حد دس روپے فی من ہے۔ اور گندم کی قیمت پانچ چھ روپے فی من ہے۔ اگر لوگ ایسا کریں گے۔ تو ان کے حالات درست ہو جائیں گے۔ اور وہ اپنی آمد کو بڑھانے کی ضرورت محسوس کریں گے۔ یہی فصل یورپ اور امریکہ میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن وہ لوگ ہم سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب جاپان میں پاکستانی وفد گیا۔ تو اگرچہ اس میں کسی حد تک مبالغہ بھی تھا۔ لیکن اس وفد کی یہ رپورٹ تھی۔ کہ وہاں فی خاندان تین ایکڑ زمین ہوتی ہے۔ لیکن اس کی آمد ۶۰۰۰ روپے سالانہ ہوتی ہے۔ یہ قیمت ہمارے ملک کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ یہ آمد ہم سے بیس گنے زیادہ ہے۔ ہمارے ملک میں جس شخص کے پاس ایک مربع زمین ہوتی ہے۔ اور اس کو پانی وغیرہ خوب ملتا ہے۔ تو اسے خوشحال سمجھا جاتا ہے۔ ایک مربع کو تین ایکڑ زمین سے ایک اور آٹھ کی نسبت ہے۔ جاپان کی آمد میں اور ہمارے ملک کی آمد میں

## بیس گنے کا فرق ہے

یہ فرق اسی وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے سوچا غور کیا۔ محنت کی اور اپنے حالات کو درست کرنے کے لئے ایسی تدابیر نکالیں۔ جس سے ان کی آمد ہم سے کئی گنا زیادہ بڑھ گئی۔ جو لوگ ۵۵ روپیہ فی من کے حساب سے کپاس کی آمد کا اندازہ لگاتے ہیں۔ انہیں آمد بڑھانے کے متعلق سوچنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب وہ کپاس کی قیمت سات آٹھ روپیہ فی من لگائیں گے اور گندم کی قیمت پانچ چھ روپیہ فی من لگائیں گے۔ تو انہیں اپنی آمد بڑھانے کی فکر ہوگی۔ اور اس سے یقیناً انہیں فائدہ ہوگا۔

حال ہی میں میں نے

## مکی کے متعلق تحقیقات

کی ہے۔ میں امریکہ سے مکی کا بیج منگوانا چاہتا تھا۔ ہمارے مبلغ یو۔ این۔ او کے ماہرین زراعت کو ملے۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ اس زمانہ میں ایسے بیج بھی ایجاد ہوئے ہیں۔ جن سے پچاس من سے ۱۰۰ من تک فی ایکڑ پیداوار ہوتی ہے۔ اب تم سمجھ لو۔ کہ ہماری آمد کو ان کی آمد سے کیا نسبت ہے۔ یہاں مکی کی پیداوار دس من سے بیس من تک ہے۔ اچھے اچھے علاقوں میں ۳۰ - ۳۵ من فی ایکڑ ہے۔ گویا تمہاری ادنیٰ پیداوار یعنی دس من کے مقابلہ میں ان کی پیداوار ۵۰ من ہے۔ اور تمہاری اعلیٰ پیداوار ۳۰ من کے مقابلہ میں ان کی پیداوار سو من ہے۔ اب تم سمجھ لو۔ کہ اگر ایک شخص کے پاس ۴ ایکڑ زمین ہو۔ اور وہ اس میں سے ۲ ایکڑ میں مکی بولے۔ تو اسے سو من فی ایکڑ کے حساب سے دو سو من مکی حاصل ہوگی۔ اب اگر مکی کی قیمت ۵ روپے فی من بھی فرض کر لی جائے۔ تو تین سو من مکی سے اسے ۱۵۰۰ روپے مل جائیں گے۔ اور اس کے پاس دو ایکڑ زمین پھر بھی رہ جائے گی۔ فرض کرلو وہ پھر ایک ایکڑ میں گنا بوتا ہے۔ اب گڑ کے لحاظ سے مدراس نے مارشس تک

## الگ الگ نسبتیں

ہیں۔ بعض ملکوں میں تین چار سو من بھی گڑ حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ گنے کے حساب سے تو یہاں تک ترقی کی گئی ہے۔ کہ ایک دفعہ کا بویا ہوا گنا گیارہ گیارہ سال تک کام آتا ہے۔ اب اگر ۳۰۰ من گڑ فی ایکڑ فرض کر لیا جائے تو دو ایکڑ سے ۶۰۰ من گڑ میسر آجائے گا۔ اگر گڑ کی پرانی قیمت بھی لگالو۔

یعنی پانچ روپے فی من بھی لگا لو۔ تو اس کی آمد تین ہزار ۳۰۰۰ روپے کی ہوگی۔ اور اگر مکئی کی قیمت ۱۵۰۰ روپے اس رقم میں شامل کر دیئے جائیں۔ تو کل آمد ۴۵۰۰ روپے کی ہوگی۔ اور زمین صرف تین ایکڑ تھی۔ اور یہ معمولی آمد ہے۔ جو دوسرے ملکوں میں پیدا کی جاتی ہے۔

پس بجائے مہنگا اناج فروخت کرنے کے اگر یہ کوشش کرو کہ تمہیں

## اچھے بیج مل جائیں

پھر زمین میں اچھے ہل دیئے جائیں۔ اور پانی دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ لیکن اگر قیمت کا اندازہ پہلے ہی ۱۰/ روپے فی من لگا لیا جائے۔ تو زمیندار کو فصل زیادہ کرنے کی کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ اتنی زیادہ قیمت ہر سال نہیں ملتی ہر سال جو حالات ہوتے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھا جائے۔ تو قیمت یہی ہوگی۔ بہرحال اگر کسی ملک میں کسی سال

## غلہ کم ہوتا ہے

تو وہ تکلیف اٹھاتا ہے اور اگلے سال ضرور فصل زیادہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر حکومتی معیار پر یہ بات کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ اس میں زمیندار کا تعاون لازمی ہے۔ صحیح تعاون کے بغیر حکومت کی سب تدبیر ہیچ جاتی ہے۔ دیکھ لو اس دفعہ

## امریکہ سے غلہ

منگوایا گیا۔ لیکن گورنمنٹ کے تمام افسر پیداوار زیادہ کرنے کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ اور جب ملک میں غلہ بڑھ جائے گا۔ اور باہر سے غلہ کم آئے گا۔ تو اس کی قیمت گر جائے گی۔ پچھلی جنگ کے بعد گندم کی قیمت سوا دو روپیہ فی من تک پہنچ گئی تھی۔ ایک دفعہ لائل پور کے ایک

## خوشحال زمیندار

قادیان آئے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ میری سر سکندر حیات صاحب کے پاس سفارش کریں (وہ ان دنوں ریونیو منسٹر تھے) میں اس بات کے لئے تیار ہوں۔ کہ حکومت مجھ سے ساری گندم لے جائے۔ لیکن گرفتار نہ کرے۔ اس سال گندم کی قیمت اتنی کم ہے۔ کہ میں ریونیو سارا ادا نہیں کر سکتا۔ پچھلے سال زیورات بیچ کر میں نے مالیہ ادا کیا تھا اس سال زیورات بھی نہیں ہیں۔ مجھے قید ہونے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ میں سخت کانگرسی رہا ہوں۔ اس وقت مجھے آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آیا۔ جس کے سامنے دست سوال دراز کروں۔ آپ اتنی مہربانی کریں۔ کہ ان کے پاس میری یہ سفارش کر دیں۔ کہ حکومت ساری گندم لے لے اور باقی مالیہ مجھ پر قرض رکھے۔ کیونکہ میں اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ بات بہت ہی تکلیف دہ تھی میں نے سردار سکندر حیات صاحب کو خط لکھا کہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں۔ تو ہر شریف آدمی کا دل رحم سے بھر جائے گا۔ آپ اس واقعہ کو دیکھ لیں۔ اگر یہی حالات ہوں۔ تو محض اس لئے کہ وہ کسی وقت کانگرسی تھا یا اب کانگرسی ہے۔ اسے مار دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ وہ آدمی شریف الطبع تھے۔ انہوں نے چوتھے یا پانچویں دن اس کا جواب لکھوایا۔ انہوں نے خود تو خط نہ لکھا بلکہ میاں محمد ممتاز صاحب دولتانہ کے والد مرحوم سے لکھوایا جن کے مجھ سے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ اور سردار سکندر حیات صاحب سے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ انہوں نے لکھا کہ جن صاحب کے نام آپ کی سفارش آئی تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کے مشورہ کے مطابق کام کر دیا جائے گا۔ بہرحال اس وقت گندم کی

## قیمت گر جانے کی وجہ سے

یہاں تک نوبت پہنچی تھی۔ کہ ایک شخص جو آسودہ حال تھا۔ وہ ضلع لائلپور میں نہایت اعلیٰ سات آٹھ مربعوں کا مالک تھا۔ لیکن گندم کی قیمت اتنی گر گئی تھی۔ کہ ساری گندم کے دے دینے کے بعد بھی مالیہ رہ جاتا تھا۔ اور وہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔

بہرحال قبل از جنگ اوسط قیمت گندم کی تین ساڑھے تین روپے فی من تھی۔ اب حالت یہ ہے۔ کہ میرا خیال ہے کہ ۵۔۶ روپے فی من سے قیمت نہیں گرے گی۔ پس فصل کی قیمت بڑھانے کی بجائے ہمیں پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور یہ کام ہم نہیں کرتے ہم فصل کی قیمت بڑھا کر اپنی آمد کو زیادہ کرتے ہیں حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ ہم اپنی

## فصل بڑھا کر آمد بڑھاتے

مثلاً کپاس اور گڑ ہے گڑ کی پیداوار ہمارے ملک میں پچاس سے سو من فی ایکڑ ہے۔ لیکن یہ بھی خاص ضلعوں میں لیکن ان ممالک میں ۳۰۰ من فی ایکڑ پیداوار ہے۔ تم اسے تگنا کر لو۔ تو سارا ملک چغتاد ہے گا۔ لیکن اگر اس کی مقدار زیادہ کر لو۔ تو ۱۵۰۰ روپے فی ایکڑ آمد ہو سکتی ہے۔

یہ سب باتیں

## میں جانتا ہوں

اور ان کے جواب بھی جانتا ہوں۔ بلکہ زمینداروں کو تو میں کہتا ہوں۔ کہ جو تباہیاں تمہاری فصلوں پر آئی ہیں۔ وہ میری فصلوں پر بھی آئی ہیں۔ جن حالات سے تم گزر رہے ہو۔ انہی حالات سے میں بھی گزرا ہوں۔ اس لئے تم یہ نہ کہو۔ کہ ہماری آمد کم ہو گئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر تمہاری آمد ایک طرف سے کم ہو جاتی ہے۔ تو دوسری طرف بڑھنے کے امکان بھی ہوتے ہیں۔ ہمیں

## زمین اور زمینی چیزوں

سے صلح نہ رکھنی چاہیئے۔ ہمیں اس ہستی سے صلح کرنی چاہیئے۔ جس نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ جس نے طاقت پیدا کی ہے۔ اگر تم اس سے صلح کر لو گے۔ اگر تم اسے اپنی قربانیوں سے خوش کر دو گے تو وہ زمین سے سونا اگلوائے گی۔ اور تمہارے گھروں کو آرام اور راحت سے بھر دے گی۔ خدا تعالیٰ جب کہتا ہے۔ کہ جنت میں مومنوں کو ایسی نہریں ملتی ہیں۔ جن میں دودھ اور شہد چلتا ہے۔ خدا تعالیٰ جب کہتا ہے۔ کہ مومنوں کو جنت میں صاف و شفاف محل ملتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جب کہتا ہے۔ کہ جنت میں مومن جو چیز مانگیں گے۔ وہ انہیں میسر آ جائے گی۔ انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ غذائیں ملیں گی۔ تو ہمارا خدا صرف اگلے جہان کا ہی خدا نہیں۔

## وہ اس جہان کا بھی خدا ہے

اگر تم اس کے بتائے ہوئے طریق پر چلو اور محنت سے کام کرو تو اس دنیا میں بھی وہ تمہیں دودھ اور شہد کی نہریں دے گا۔ اس دنیا میں بھی وہ تمہارے لئے فراوانی کے سامان پیدا کر دے گا۔ اور تم اس کی رحمتوں اور فضلوں کو دیکھ لو گے۔ لیکن اگر یہ ہو۔ کہ جس دن تمہارے پاس روپیہ آئے۔ اسی دن تم خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگو۔ غریبوں پر ظلم کرنے لگو۔ زمین پر اکڑ کر چلنے لگو۔ ہمسایوں سے میٹھے منہ بات بھی نہ کرو۔ تو وہ تم پر کیوں فضل کرے گا۔ وہ تمہیں اس دنیا میں جنت کیوں دے گا۔ جب کہ تم نے خود دوزخ لے لیا۔ وہ کہے گا۔ میں جنت تھا۔ تم نے مجھے اپنے دلوں سے نکال دیا۔ اور شیطان جو دوزخ تھا۔ اسے اپنے دلوں میں جگہ دے دی۔ پس اپنے

## عظیم الشان مقصد

کو سامنے رکھتے ہوئے اور یہ یاد رکھتے ہوئے کہ جس قدر تم قربانی کرتے ہو۔ اس قدر تم خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ گے۔ اور یہ جانتے ہوئے۔ کہ تمہاری ان حقیر قربانیوں کی وجہ سے ہر جگہ مجھے نیچے دکھانے والے ناکام رہے ہیں۔ تم خوشی اور بشاشت سے آگے بڑھو اور پہلے سے بڑھ کر وعدے لکھواؤ۔ تا دنیا میں اشاعت اسلام ہو سکے۔ اور تمہارا نام مجاہدوں کی فہرست میں لکھا جائے۔

---

# جماعتیں ہوشیار رہیں

ایک صاحب Siegfried Omer Halilitzel جو کہ جرمن کے باشندے ہیں۔ اپنے آپ کو احمدی مسلمان کے طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور آج کل بہاسے ہو کر انڈونیشیا پہنچے ہیں۔ جماعتیں ان سے ہوشیار رہیں۔ اور کسی قسم کا کوئی قرض ان کو دیں۔ یہ دھوکا باز ہے کلکتہ سے ۱۰۰۰/ روپے اور بہاسے ۳۵ اور اسی طرح دمشق سے اور دوسری جگہوں سے روپیہ لے کر کھا گیا ہے۔ جماعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ جماعتیں ہوشیار رہیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

---

# جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

## ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۵۳ء بمقام ربوہ منعقد ہوگا

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ مرکز سلسلہ ربوہ میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ پیر منعقد ہوگا۔ ہر احمدی دوست کو اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔ تاکہ وقت پر کوئی دقت حائل نہ ہو سکے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احباب کو جلسہ پر آنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے۔ وہ عند اللہ ایک قسم کی عبادت کے ہوتا ہے۔"

# اگر پنجاب میں پہلے ہی مناسب کارروائی کی جاتی تو حالات اس قدر خراب نہ ہوتے

## جس قسم کا پراپیگنڈا کیا جا رہا تھا وہ قابل گرفت تھا۔ خواجہ ناظم الدین کا بیان۔ (گذشتہ سے پیوستہ)

لاہور ۲۲ دسمبر۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں کہا۔ پنجاب کے اخباروں اور جلسوں میں وزیر خارجہ پاکستان کے متعلق جو کچھ لکھا اور کہا گیا۔ وہ بہت زہرناک اور دشنام آمیز انداز لئے ہوئے تھا۔ آپ سے دریافت کیا گیا: کہ

سوال:۔ کیا اس وقت آپ اپنی کابینہ کے استحکام سے تعلق رکھنے والے مسائل پر غور کر رہے تھے۔

جواب:۔ نہیں۔ میری حکومت کا استحکام خدا کے فضل وکرم سے کبھی خطرے میں نہیں پڑا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی سرگرمیوں کو وہ اہمیت نہ دی۔ جو مجھے دوسرے حالات میں دینا چاہیئے تھی۔ سوال:۔ کیا آپ کے پاس ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ بات چیت کا کوئی دستاویزی ثبوت موجود ہے؟ جواب:۔ میرے پاس اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے پاس شاید کوئی ریکارڈ ہو۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ سوال:۔ چار روز کے بعد جو کانفرنس ہوئی۔ کیا آپ نے اس میں یہ معاملہ زیر رکھا تھا۔

جواب:۔ نہیں۔ کیونکہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ کہ مسٹر دولتانہ سے گفتگو کے بعد میں نے ایک ایسی توضیح تسلیم کر لی تھی۔ جو بظاہر قابل قبول تھی۔ اس لیے ان کے خلاف کوئی الزام عائد کرکے انہیں ہراساں کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ البتہ اگر میں کوئی انتہائی قدم اٹھانا چاہتا۔ تو میں اس معاملہ کو کابینہ کے سامنے رکھ سکتا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ تشویشناک بات مسٹر دولتانہ کا "مساویانہ نمائندگی" کے مسئلے پر اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹنا تھا۔ لیکن میں نے ان کے خلاف کوئی الزام نہ لگایا۔ حالانکہ اس موقع پر میرے پاس ان کے خلاف بڑا پکا اور ٹھوس الزام تھا۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ تین مطالبات پر کانفرنس میں زور دیا گیا ہے۔ ان سے صرف مرکزی حکومت ہی نپٹ سکتی ہے۔ سوال:۔ اگر میں یہ سمجھوں۔ تو کیا یہ درست ہوگا۔ کہ آپ نے اس وقت تک علماء کے خلاف کوئی کارروائی کرنا اپنی طرف سے جارحانہ حملے کے مترادف تصور کیا۔ جب تک اس بات کا پتہ نہ چل جائے۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن کیا صورت اختیار کرتا ہے؟ جواب:۔ نہیں۔ میں علماء کے خلاف دفعات ۱۵۳ الف اور ۲۰۵ الف کے تحت مطالبات کو مسترد کئے بغیر کارروائی کر سکتا تھا۔ لیکن اگر میں ان مطالبات کو مسترد کر دیتا۔ تو میں اسے اپنی طرف سے جارحانہ اقدام کے مترادف سمجھتا۔ جب علماء مجھ سے ۲۲ جنوری ۱۹۵۳ء کو ملے۔ تو انہوں نے مطالبات ماننے کے لیے مجھے ایک مہینے کی مہلت دی۔ اور انقراض مدت کی صورت میں ایسا نہ ہونے پر انہوں نے کسی قسم کے اقدام کی دھمکی دی۔ لیکن میں واضح طور پر نہیں بتا سکتا۔ کہ وہ دھمکی کیا تھی۔ انہوں نے یہ ضرور کہا تھا۔ کہ وہ کوئی ایکشن لیں گے۔ مجھے یاد نہیں کہ گفتگو کے دوران میں ڈائرکٹ ایکشن یا راست اقدام کے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ علماء کی طرف سے جو دھمکی دی گئی۔ میں انہیں سمجھا۔ کہ اس کے متعلق کوئی کارروائی کرنا درست ہو سکتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس معاملے کو کابینہ کے سامنے رکھا گیا۔ اور انہوں نے یہ دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ کہ اس دھمکی کو کیا رنگ دیا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ کابینہ کے جس اجلاس میں اس معاملے پر بحث ہوئی اس میں سردار عبدالرب نشتر موجود تھے۔ سوال۔ کیا آپ نے کابینہ کے فیصلے کا ان سے ذکر کیا؟ جواب۔ نہیں میں ان سے اس قسم کے معاملے کا ذکر نہ کرتا۔ عدالت نے پوچھا کہ اس معاملے میں سردار عبدالرب نشتر کا ذاتی نظریہ کیا تھا؟ خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ سردار عبدالرب نشتر نے علماء سے گفتگو کے دوران میں انہیں بتایا تھا کہ وہ احمدیوں کو کافر سمجھنے میں ان سے متفق ہیں۔ تاہم انہوں نے علماء کو یہ بھی واضح طور پر بتایا تھا۔ کہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبے کے حق میں نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے اس نظریئے کے حق میں دلیل مجھ سے ایک مرتبہ گفتگو کے دوران میں دی۔ انہوں نے کہا میرے دلائل نے مولانا ابوالحسنات کے اعتماد کو متزلزل کر دیا ہے اگرچہ بعد میں یہ معلوم ہوا کہ نشتر صاحب مولانا کو تحریک سے قطع تعلق کرنے پر قائل نہ کر سکے سردار عبدالرب نشتر کی دلیل یہ تھی۔ کہ اگر ہم نے احمدیوں کو اقلیت قرار دیدیا تو ہم انہیں حیات جاودانی عطا کر دیں گے۔ اور کتنی ہی ناقابل ذکر کیوں نہ ہو ہمیں بہر حال ان کو اسمبلی میں نمائندگی بھی دینی پڑے گی۔ انہوں نے کہا ۱۹۵۱ء کے انتخابات میں پنجاب سے ایک احمدی بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن علیحدہ نمائندگی دینے کی صورت میں۔ ان کے لئے کچھ نشستیں مخصوص کرنی پڑیں گی۔ جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے گواہ سے پوچھا۔ کہ اگر یہ حالت تھی کہ وہ مطالبات کو نہ تو مسترد کرتے تھے نہ انہیں مان سکتے تھے۔ تو وہ لوگوں سے کب تک تذبذب میں رہنے کی امید رکھ سکتے تھے۔ خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا حقیقت یہ ہے کہ علماء کے دو اہم گروہ خاص طور پر دیوبندی اور جماعت اسلامی۔ حالات کو تیزی سے فیصلہ کن مرحلے پر لانے کو تیار نہ تھے۔ بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہونے کے بعد ایک مختصر سے گروہ نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ اور ڈیڑھ مہینے کی مدت میں تحریک کو ہوا دی گئی اور اسے عروج پر پہنچایا گیا جنوری کے وسط سے لیکر ۲ فروری تک جو شدید پراپیگنڈا کیا گیا۔ اس کو حکومت پنجاب نے قطعاً نہیں روکا۔ جسکی وجہ سے یہ بحران پیدا ہوا اب بھی یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے مجھے میرے اس دورہ لاہور کے دوران میں بتایا ہے۔ کہ میں انارکلی کے بعض دکانداروں سے یہ شہادتیں حاصل کر سکتا ہوں۔ کہ ۱۱ فروری کو لاہور میں میری آمد پر پولیس نے انہیں ہڑتال کرنے اور دوکانیں بند کرنے کو کہا تھا۔ لہٰذا میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت مناسب کارروائی کی جاتی۔ تو حالات اس قدر خراب نہ ہوتے جتنے کہ ان دنوں ہوئے۔ عدالت نے پوچھا کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن کے متعلق علماء کے اختلاف کے بعد تحریک کی رہنمائی کرنے کے لئے صرف جماعت احرار رہ گئی تھی۔ گواہ نے جواب دیا کہ صرف احرار اور بریلوی گروپ جو مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ابوالحسنات پر مشتمل تھا تحریک کی رہنمائی کرنے کے لئے رہ گئے تھے۔ وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے پوچھا کہ عوام کو تحریک سے دلچسپی تھی۔ اس پر خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا کہ عوام کے احساسات میں تو بڑی شدت تھی۔ لیکن آگ کو جب تک کوئی ہوا نہ دے وہ اس وقت بھڑکتی نہیں سوال۔ اگر علماء ہی تحریک کو ہوا دے رہے تھے تو آپ نے ان کو جیل میں کیوں نہ ڈالا۔ جواب۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو یہی کرنا چاہیئے تھا۔ ان کو چاہیئے تھا کہ وہ چند سرغنوں کو منتخب کرکے ان کے خلاف کارروائی کرتے۔ اس سے دوسرے لوگ تحریک میں کھلے بندوں حصہ لینے سے باز رہتے۔ اس کے علاوہ جس قسم کا پراپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ وہ بھی قابل گرفت تھا۔ ایسا پراپیگنڈا کرنے والے دفعات ۲۹۵ الف اور ۱۵۳ کی زد میں آتے تھے۔ مطالبات پر زور نفرت و حقارت پھیلائے بغیر بھی دیا جا سکتا تھا۔ سوال۔ اگر قانون کسی ایسے شخص کے خلاف کارروائی کرنے کی اجازت دے جو جلسہ عام میں کسی دوسرے شخص کو کافر یا مرتد کہے تو کیا آپ اس کے خلاف کارروائی کرنے کی تجویز پیش کریں گے؟ جواب۔ جی ہاں۔ لیکن میرے پیش نظر تو وہ انداز تھا جس میں احمدیوں بالخصوص چوہدری ظفر اللہ خاں کے خلاف تحریک کو چلایا گیا تھا۔ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں مردے دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی ان کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اور ان کی دکانوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے اگر علماء نے احمدیوں کو محض کافر یا مرتد کہا ہوتا۔ اور میں پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہوتا۔ تو میں ان کو اس بنا پر سزا نہ دیتا۔ لیکن اگر علماء ایسی باتیں کہتے۔ جن سے احمدیوں کے خلاف نفرت پیدا ہوتی۔ تو میں ضرور کارروائی کرتا۔ اگر قابل اعتراض ذرائع اختیار نہ کئے جائیں تو ایک جمہوری ملک میں حکومت کے سامنے ہر مطالبہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ میاں ممتاز دولتانہ کے وزارت اعلیٰ پر فائز ہونے کے وقت خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ سے آپ کے گہرے مراسم تھے؟

جواب میں خان ممدوٹ کی بہت عزت واحترام کرتا ہوں۔ حصول پاکستان کے لئے مسلم لیگ کی جو خدمات انہوں نے سرانجام دی ہیں وہ کسی سے کم نہیں اور پنجاب میں مسلم لیگ کو جو حیثیت حاصل ہے۔ وہ خان ممدوٹ اور ان کے والد کی بدولت ہی ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ میرے دوست رہے ہیں۔

انہوں نے اس چیز کو تسلیم کیا کہ خان ممدوٹ اور مسٹر دولتانہ کے مابین سیاسی رقابت رہی ہے۔ شیخ بشیر احمد کے اس امر کی طرف توجہ دلانے پر کہ خواجہ ناظم الدین نے کل رات دولتانہ کے ساتھ کھانا کھایا ہے۔ عدالت نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کل رات کا کھانا کیا خان ممدوٹ کے ساتھ کھایا ہے؟ خواجہ ناظم الدین نے اس کا جواب نفی میں دیتے ہوئے کہا کہ میں نے رات مسٹر دولتانہ کے ہاں کھانا کھایا تھا۔ وکیل نے گواہ سے پوچھا کہ انہیں یاد ہے۔ کہ ۱۹۵۳ء میں کراچی میں پنجاب اسمبلی کے بعض ایسے ارکان ان سے ملے تھے جو دولتانہ کے خلاف تھے؟ خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ ہاں متعدد ارکان اسمبلی جو مسٹر دولتانہ سے مطمئن نہیں تھے۔ وہ مجھے نہ صرف کراچی میں ہی ملے۔ بلکہ میں انہیں لاہور میں بھی ملا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان میں سے بعض ارکان اسمبلی گورنر سرحد خواجہ شہاب الدین سے بھی ملتے جلتے رہے ہیں۔ سوال۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے علاوہ۔ آپ کو اور کس نے اطلاع دی تھی۔ کہ مسٹر دولتانہ اور ان کے افسر تحریک کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ جواب مجھے نام تو یاد نہیں مگر بہت سے لوگوں نے مجھے اس کی اطلاع پہنچائی۔ سوال۔ کیا وہ خواجہ نذیر احمد مسٹر حمید نظامی اور نواب ممدوٹ تھے؟ جواب۔ جہاں تک نواب ممدوٹ کا تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ انہوں نے کوئی ایسی اطلاع نہیں دی جہاں تک باقی دو کا تعلق ہے شاید انہوں نے مجھے بعد میں اطلاع دی ہو۔ سوال۔ کیا اس دوران میں آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ اس کے متعلق آپ کو خود وزیر اعلیٰ یا سرکاری افسروں کے ذریعے تحقیقات کرانی چاہیئے؟ جواب چونکہ مجھے یہ اطلاع میرے ایک رفیق کار نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر دی تھی۔ اس لئے اس کے لئے مزید تحقیقات کرنا میرے لئے غیر ضروری تھا۔ سوال۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ ۴ اگست کو وزیر اعلیٰ نے آپ کو بتایا کہ اخباروں کو وہ مقالات مہیا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ تحریک جوش کو قابو میں رکھا جا سکے کیا آپ کو یقین ہے کہ انہوں نے ایسا کہا تھا۔ جواب۔ میں حلفیہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ کس تاریخ کو ہوا۔ لیکن کسی گفتگو کے دوران میں انہوں نے مجھے جو وضاحتیں پیش

# میں نے بھی بعض مقالات اخبار آفاق کو اشاعت کیلئے بھیجے تھے

## تحقیقاتی عدالت میں میر نور احمد کا بیان (گزشتہ سے پیوستہ)

س:- آپکا آفاق سے کوئی تعلق تو نہیں تھا؟ ج:- نہیں کوئی نہیں:- س:- کیا آپ کا لڑکا اس اخبار کے عملے میں نہیں تھا؟ ج:- ہاں وہ جون ۱۹۵۱ء میں چار سو روپیہ ماہانہ پر منیجر شعبۂ اشتہارات کی حیثیت سے ملازم ہوا۔ واقعہ اخبار کے روزنامہ ہونے سے ذرا پہلے کا ہے۔

س:- ان کی قابلیت کا معیار کیا ہے؟ ج:- وہ گریجوایٹ ہیں س:- اشتہارات کے متعلق انہوں نے کوئی خاص تربیت بھی پائی ہے؟ ج:- نہیں۔

وکیل کے ایک سوال کے جواب میں میر نور احمد نے بتایا۔ کہ ان کے لڑکے نے اس سے پہلے کسی اخبار میں کام نہیں کیا تھا عدالت نے اس پر میر نور احمد سے پوچھا۔ کہ اس سے پہلے ان کا لڑکا کیا کرتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ وہ نمک کی درآمد کا کاروبار کرتا تھا۔ س: سب سے زیادہ سرکاری رقم ایک لاکھ روپیہ تھی جو آفاق کو دی گئی کیا اسی وجہ سے دی گئی تھی۔ کہ آپ کا لڑکا اس اخبار کے عملہ میں تھا؟ ج:- نہیں۔ ہرگز نہیں۔

جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے میر نور احمد سے پوچھا۔ کیا ایک لاکھ روپے کی اس رقم کے علاوہ آفاق کو ۱۹۵۲ء کے مالی سال میں آپ کے محکمہ کی وساطت سے آنے والے اشتہارات کی اشاعت کے لئے مبلغ ۲۰۱۲۸۵ روپے اور بھی دیئے گئے؟ میر نور احمد نے جواب میں کہا۔ ہو سکتا ہے دیئے گئے ہوں لیکن اس وقت میرے پاس سرکاری ریکارڈ نہیں ہے۔ س:- کیا آپ کے محکمہ کی وساطت سے کسی اردو اخبار کو اشتہارات کے لئے جو رقمیں دی گئیں یہ ان میں سب سے بڑی تھی؟ ج:- ہاں "آفاق" کو حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت کی جانب سے اشتہارات میں سب سے زیادہ روپیہ دیا گیا۔

س:- مرکزی حکومت "آفاق" سے کیسے دلچسپی لینے لگی؟ ج:- میرا خیال ہے۔ کہ اس کی وجہ اس اخبار کی اپنی خوبیاں تھیں

س:- کیا وزیر اعلیٰ نے "آفاق" کو پانچ ہزار روپے کا چیک عطیہ کے طور پر دیا؟ ج:- ہاں

س:- کیا آپ نے یہ رقم اپنے بیٹے کے نام پر "آفاق" کے حصے خریدنے پر صرف کی؟ ج:- میں نے یہ رقم اس کی طرف سے کبھی خرچ نہیں کی۔ البتہ میں نے اس کا چیک "آفاق" کے منتظمین کو بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ یہ رقم کس طرح خرچ کی گئی۔

عدالت کے استفسار پر میر نور احمد نے تسلیم کیا کہ ان کے بیٹے نے "آفاق" میں پانچ ہزار کے حصے حاصل کئے۔ س:- کیا انہوں نے ان حصوں کی قیمت ادا کی؟ ج:- نہیں۔ س:- پھر یہ حصے انہوں نے حاصل کس طرح کئے؟ ج:- "آفاق" کے اس وقت کے مینیجنگ ڈائرکٹر نے میرے بیٹے کو جنرل منیجر کا عہدہ پیش کیا میرا خیال ہے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے میرے بیٹے کو یہ حصے قبول کرنے کو کہا کیونکہ جس عہدے پر وہ فائز ہو رہے تھے۔ اس کی وجہ سے ان کے فرائض اور ذمہ داریوں میں اضافہ ہو رہا تھا س:- کیا پانچ ہزار روپے کا یہ چیک "آفاق" کے حساب میں آپ کے بیٹے کے نام نہیں کیا گیا؟ ج:- نہیں۔ س:- کیا وزیر اعلیٰ نے آپ سے کہا تھا۔ کہ نومبر میں "آفاق" کے ڈائرکٹروں میں ردو بدل کیا جائے؟ ج:- نہیں۔ س:- ازراہ کرم یہ دستاویز (ڈی۔ ای ۲۲۲) ملاحظہ کیجیے۔ اور بتائیے کیا آپ نے "آفاق" کے مینیجنگ ڈائرکٹر کو اس التماس کے ساتھ نہیں بھیجی تھی۔ کہ اس میں جو تجاویز مذکور ہیں وہ بورڈ آف ڈائرکٹرز تک پہنچا دی جائیں۔

ج:- میں یہ دستاویز پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بورڈ آف ڈائرکٹرز کے کسی اجلاس کی کارروائی کی نقل ہے۔ اس میں میرے ہاتھ کی کوئی تصحیح بھی نہیں۔ س:- کیا آپ نے اپنے بیٹے کی وساطت سے "آفاق" میں اشاعت کے لئے کچھ مواد بھی بھیجا؟ ج:- ہو سکتا ہے میں نے بھیجا ہو۔

س:- کیا یہ یادداشت دستاویز ڈی۔ ای ۲۲۳) آپ نے بھیجی تھی؟ ج:- ہاں۔ س:- آپ کے بیٹے کا نام کیا ہے؟ ج:- اقبال احمد

س:- دستاویز ڈی۔ ای ۲۲۳) میں جو تجاویز مذکور ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ "آفاق" کے مشیر تھے کیا یہ استنباط درست ہے؟ ج:- ہو سکتا ہے میرے بیٹے نے مدیر اشتہارات کی حیثیت سے اخبار کے متعلق میری رائے پوچھی ہو کیونکہ مجھے بھی اخبار نویسی کا کچھ تجربہ ہے۔ اس حیثیت سے میں نے بھی کوئی مشورہ دیا ہو گا س:- اس دستاویز کے ساتھ آپ نے کون سے مقالات اشاعت کے لئے بھیجے تھے؟

ج:۔ اس وقت مجھے یاد نہیں۔ س:۔ کیا آفاق احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا میں سرگرمی سے مصروف تھا؟ ج:۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں "آفاق" نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کی۔ لیکن ساتھ ہی وہ اس بات کا مخالف تھا۔ کہ ان مطالبات پر زور دینے کے لئے عوامی مظاہروں کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ س:۔ کیا اس موضوع پر اس نے جو مقالہ شائع کیا۔ کیا وہ صرف یہی ایک تھا؟ ج:۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں اس اخبار میں اس موضوع پر متعدد مقالات شائع ہوئے۔ س:۔ کیا جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد بھی "آفاق" نے اس بارے میں کچھ لکھا؟ ج:۔ شاذ ہی۔ میر نور احمد نے تسلیم کیا۔ کہ دستاویز ڈی۔ ای ۲۲۳ کے ساتھ جو چٹ اقبال نے نیر ورست نام لکھی ہے۔ وہ ان کے بیٹے کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور دستاویز ڈی۔ ای ۳۲۴ گواہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

س:۔ یہ کہ بیٹے کی چٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ جو نوٹ ہے۔ وہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ آپ کی تحریر نہیں۔ تو کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ یہ کس کے ہاتھ کی ہے؟ ج:۔ میں نہیں بتا سکتا۔ س:۔ کیا آپ نے آفاق میں "اشارات" لکھے؟ ج:۔ ایک دو بار۔

س:۔ ڈی۔ ای ۲۲۵ سے ڈی۔ ای ۲۲۸ تک جن دستاویزوں کا نمبر ڈل پڑا ہے۔ از راہ کرم انہیں ملاحظہ کیجئے۔ کیا یہ سب تحریریں آپ ہی کے ہاتھ کی ہیں؟ کیا یہ "آفاق" میں واقعی شائع ہوئی تھیں؟ ج:۔ ہاں یہ میں نے ہی بھیجی تھیں۔ س:۔ ان میں سے ایک پر نشان (A) کے تحت جو تصحیحیں ہیں۔ کیا وہ مسٹر ابو ابراہیم علی چشتی کے قلم کی ہیں؟ ج:۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ مسٹر چشتی کی تحریر ہے یا نہیں۔ لیکن میرے دفتر میں کسی نہ کسی نے یہ تصحیح ضرور کی ہوگی۔

میر نور احمد نے تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے اسی قسم کے اشارات بعض اخبارات کو اشاعت کے لئے بھیجے تھے۔ س:۔ از راہ کرم ایسے اخبارات کے نام بتایئے۔ ج:۔ صوبہ بھر کے تقریباً تمام اردو اور انگریزی اخبار۔ س:۔ کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ نے "آفاق" کے لئے حصوں کا کچھ روپیہ جمع کیا تھا۔ جو انہوں نے آفاق کے منتظمین کو آپ کی وساطت سے بھیجا؟ ج:۔ وزیر اعلیٰ نے مجھے صرف پانچ ہزار روپے کا وہ چیک دیا جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ میر نور احمد نے کہا۔ کہ "آفاق" کے حصہ داروں کا جو عام اجلاس ۲۰ نومبر ۱۹۵۱ء کو ہوا تھا میں اس میں شامل نہیں تھا۔ س:۔ کیا اس تاریخ کو آپ آفاق کے دفتر میں کسی جگہ موجود تھے؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ اگر ان اخباروں کی سرگرمیاں سرکاری پالیسی کے مطابق نہیں تھیں تو جولائی ۱۹۵۲ء میں انہیں اتنی بڑی بڑی رقمیں کیوں دی گئیں؟

ج:۔ اس وقت ان مطالبات کی حمایت و مخالفت کے متعلق حکومت نے کوئی پالیسی وضع نہیں کی تھی اس وقت سرکاری پالیسی صرف یہ تھی۔ کہ مطالبات کے حامیوں اور مخالفوں کو قانونی حدود کے اندر رکھا جائے۔ عدالت کے ایک سوال کے جواب میں میر نور احمد نے بتایا۔ کہ پریس برانچ کے عہدہ دار بھی دیکھتے۔ س:۔ کیا اس محکمہ کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ ایسی مطبوعات کے بارے میں کارروائی کرنے کے لئے حکومت کے پاس رپورٹ بھیجے۔ جو حکومت کی نگاہ میں پسندیدہ نہ ہوں۔ اور جن کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکے؟ ج:۔ ہاں۔ س:۔ کیا آپ نے کبھی ایسی تحریر کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے حکومت کو لکھا۔ جو احمدیوں کے خلاف تحریک کے سلسلہ میں شائع ہوئی ہو؟

ج:۔ ہاں میں نے متعدد ایسی شائع شدہ تحریروں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے لکھا۔

س:۔ کیا آپ نے کبھی "آفاق" کے خلاف کارروائی کرنے کی سفارش بھی کی؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ کیا آپ نے دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات پاکستان کے تحت کسی اخبار پر مقدمہ چلانے کی سفارشات کی؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ اور دفعہ ۲۹۵ الف کے تحت کسی کارروائی کی سفارش؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ اور پبلک ایمرجنسی پاورز ایکٹ کے تحت کسی کارروائی کی سفارش؟ ج:۔ ہاں نہ صرف میں نے ایسا کیا۔ بلکہ مجوزہ کارروائی بھی کی گئی۔ س:۔ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت کسی کارروائی کی سفارش آپ نے کی؟ ج:۔ ہاں اور اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ س:۔ کیا ایسی تحریر لیگل ریممبرنسر کے پاس بھی رائے پوچھنے کے لئے بھیجی گئی؟ ج:۔ ہاں بعض ایسی تحریریں بھیجی گئی تھیں۔ س:۔ ممکن ہو تو از راہ کرم ان شائع شدہ تحریروں کی کچھ تفصیل بتایئے۔ جن کے خلاف کارروائی کے لئے آپ نے رپورٹ کی۔ ج:۔ مجھے تفصیلات یاد نہیں۔ لیکن آپ میرے دفتر کا ریکارڈ منگوا سکتے ہیں۔

# تحریک جدید دور ثانی دفتر اول سال اول اور دفتر دوم سال دہم کا اعلان

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب کرام کی شاندار قربانیاں

ایک گزشتہ پرچے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اسوۂ حسنہ چندہ تحریک جدید کے بارہ میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اور اس کے ساتھ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیوں کا بھی نمونہ دیا گیا ہے۔ حضور نے دسویں سال میں دس ہزار روپے کا عطیہ عطا فرمایا تھا۔ اور اس کے بعد جو اتنی سال تک حضور اس دس ہزار پر اضافہ فرماتے رہے ہیں۔ اور اب دور ثانی دفتر اول کے شروع کرنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انیسویں سال کی رقم کو مزید بڑھا کر ۱۰۳۵۴/۸ روپے کر دیا

تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت جو اکناف عالم میں کی جا رہی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے والا ہر احمدی اللہ تعالیٰ کی توحید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے قائم کرنے کے لئے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے کو اکناف عالم میں بلند کرنے کے لئے اپنی قربانی بیش از پیش کرے۔ اور گزشتہ سال سے بہت بڑھا کر حضور کے پیش کرے

ذیل میں پہلے دن جو ۲۵۳۶۱ کے وعدے پیش ہوئے ان کی ایک نہایت مختصر کیفیت اس لئے دی جاتی ہے کہ احباب کرام خود بھی اسی طرح بڑھ چڑھ کر وعدے کریں۔ پہلے وہ فہرست لکھی جاتی ہے۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی قلم مبارک سے عطا فرمائی

| | |
|---|---|
| خود اپنا وعدہ معہ خاندان | ۱۰۳۵۴/۸ روپے |
| جماعت کراچی | ۹۶۱۰/- |
| ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب و خاندان | ۲۰۰۶/- |
| (جماعت بورنیو کے اکثر دوسرے احباب بھی دے چکے۔) | |
| پیر معین الدین صاحب معہ خاندان | ۱۸۹/- نقد ادا کر دیا |
| ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب معہ خاندان | ۳۱۵/- |
| مستری عبد الحکیم صاحب لاہور | ۵۰/- بنک کا چیک |
| مسعودہ بیگم زوجہ بابو عبد العزیز صاحب الوصیت | ۲۷/۸ |
| ایک صاحب از سندالہ یار | ۱۳۰/- |
| محمد عارف صاحب عارف | ۱۵۰/- چیک ساتھ ہے |
| عبد الحق صاحب شاکر | ۳۹/۱۲ |

مندرجہ بالا فہرست حضور نے خود اپنی قلم سے بنا کر عطا فرمائی۔

جماعت احمدیہ کراچی کی فہرست ایک سو دس احباب کی پیشگی ادا کرنے والوں کی حضور کے پیش ہوتی ہے جو ۹۶۱۰/۱۴ کی ہے۔ اس کو نام بنام شائع نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ایک دوست جن کا نام صدر الدین یحییٰ نیتو صاحب ہے جو انڈونیشیا کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال ۱۹ء میں بھی ۲۲۰/- روپے پیشگی معہ اپنی بیگم صاحبہ کے دیئے تھے۔ اور اس سال دور ثانی دفتر اول کے سال اول میں بھی صاحب موصوف نے معہ اپنی بیگم صاحبہ کے ۲۵۰/- روپے پیشگی دیئے ہیں۔ جو اس مذکورہ فہرست میں شامل ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ بالآخر احباب سے جو تحریک جدید دور ثانی دفتر اول کے سال اول کے وعدے کرنے والے ہیں۔ یا دفتر دوم سال دہم کی قربانی کرنے والے ہیں سے گذارش ہے۔ کہ وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے احباب کی شاندار قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خود بھی شاندار اور نمایاں اضافہ سے اپنے وعدے اپنے امام کے حضور بانشراح صدر پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین۔

(خاکسار وکیل المال تحریک جدید)

# دستور کا مسودہ تیار کرنیوالی کمیٹی کا دوسرا اجلاس ڈھاکہ میں منعقد ہوگا۔

کراچی ۹ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ دستور کا مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کا دوسرا اجلاس دسمبر کے آخری ہفتہ میں ڈھاکہ میں منعقد ہوگا۔ مجلس دستور ساز کے سکرٹری مسٹر ایم۔ بی۔ احمد اس سلسلہ میں ضروری انتظامات کرنے کے لئے ایک آدھ روز میں ڈھاکہ روانہ ہو رہے ہیں۔ موصوف اپنے سفر کے دوران چند روز نئی دہلی میں بھی قیام کریں گے۔ جہاں وہ بھارتی پارلیمنٹ کی لائبریری میں آئین کی چند ایسی کتب کا مطالعہ کریں گے جو پاکستان مجلس دستور ساز کی لائبریری میں موجود نہیں۔ اس کے علاوہ وہ بھارت کے ماہرین آئین سے تبادلۂ خیالات کریں گے۔ مجلس دستور ساز کے صدر مولوی تمیز الدین پہلے ہی ڈھاکہ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ڈرافٹنگ کمیٹی کے دوسرے اراکین جن میں وزیر قانون بروہی اور وزیر خزانہ مسٹر محمد علی بھی شامل ہیں۔ دسمبر کے تیسرے ہفتہ میں مشرقی پاکستان روانہ ہو جائیں گے۔

## اطلاعات کمیٹی کے لئے برما اور گوئٹے مالا کا انتخاب

نیویارک ۱۰ دسمبر۔ گذشتہ منگل کے روز برما اور گوئٹے مالا کو غیر خود مختار علاقوں سے متعلق اطلاعات فراہم کرنے والی اقوام متحدہ کی کمیٹی کا رکن منتخب کر لیا گیا جنرل اسمبلی کی صدر مسز وجے لکشمی پنڈت نے اس کا اعلان کرتے ہوئے بتایا۔ کہ تولیتی کمیٹی نے ان دونوں ملکوں کو کیوبا اور پاکستان کی بجائے اطلاعات کی کمیٹی کا رکن منتخب کیا ہے۔

## طلباء کو سیاست سے علیحدہ رہنے کا مشورہ

لاہور ۱۰ دسمبر۔ ترکی میں پاکستان کے سابق سفیر میاں بشیر احمد نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس کی کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے پچھلے ۳ دنوں طلباء کو مشورہ دیا۔ کہ وہ عملی سیاست میں حصہ لینے سے پرہیز کریں۔ اور اپنی تمام تر توجہات تحصیل علم میں مرکوز رکھیں۔